رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

الحکم

نمبر ۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ | جلد ۳

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل برفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شایع کیجاویں۔ ہر ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ بحساب ۔/۹ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو سہ ماہہ ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہوسکتا ہے اور ہم ہفتہ وار اس کو مفت تقسیم کردیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ کی ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری تعداد درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ناظرین کو نیا سال مبارک ہو۔

سالگذشتہ کے واقعات پر ریویو کرتے ہوئے ہمیں اندیشہ ہے کہ عام حالت ملک کے لحاظ سے اور بوجہ اون بلیات کے جو طاعون اور خوفناک شکلوں میں نمودار ہوئیں ہمیں اپنی ناظرین کو بہت سے پر درد واقعات دکہانے پڑیں گے۔ گو یہ ہم جانتے ہیں کہ جنکو ہم آفات اور بلیات سے تعبیر کرتے ہیں دراصل وہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کے کا ایک کرشمہ ہیں جسکے کنہ اور کیفیت سے وہ لوگ اطلاع پاتے ہیں جنکے دل ظلمانی حجابوں سے نکل آئے ہوں تاہم ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس فرض کو کسی دوسرے اشو تک ملتوی کریں۔

جدید وایسرائے۔ ہم نہایت مسرت اور بہجت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۸۹۹ء کے آتے ہی ہمارے جدید وایسرائے صاحب **لارڈ کرزن** تشریف لے آئے۔ چہہ ماہ حال کو آپ نے اپنے عہدہ کا باضابطہ چارج لے لیا۔ انڈیا کی **ٹیکس** کردہ رعایا امید کرتی ہے کہ آئندہ ۵ سال تک جس وایسرائے کے ساتھ اسکی قسمتیں وابستہ ہیں اسکی **معاملہ فہمی۔ دور اندیشی اور سلیم الفطرتی** عام لوگوں کے لئے ایک برکت کا موجب ہوگی۔ ہم عام مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اُس پاک گروہ (جس کا مشن اس وقت دنیا میں امن اور صلحکاری پہیلانا اور پاکیزگی اور پاک باطنی کی تعلیم دینا ہے) کی طرف سے خصوصاً لارڈ اور لیڈی کرزن صاحبہ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔

ہم اپنے محتشم ناظرین کی خدمت میں جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا اشو موعودہ نمبر کی صورت میں پیش کرتے ہیں اگر وہ اس کاغذ کو پسند فرما دیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ آیندہ کے لئے یہی کاغذ رکہا جاوے اور اگر سفید کاغذ پسند کریں تو سفید کر دیا جاوے ہمارے اپنے خیال میں یہ کاغذ مضبوط ہے اور علاوہ ہمارے مخدوم شیخ **عطا محمد** صاحب کی تجویز کے متعلق اکثر خطوط ہمارے پاس پہونچے ہیں مگر تاہم امید سے بہت کم اس لئے ہم اس نمبر کو نمونۃً پیش کر کے چاہتے ہیں کہ وہ ناظرین براہ کرم اطلاع دیں جو معمولی اور رسمی کاغذ پر اخبار لینا چاہتے ہیں اور اُن احباب کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں جو اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر اخبار لیں گے۔

اکثر احباب ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اخبارات میں جو خبر گشت کر رہی ہے کہ مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے نام حفظ امن ضمانت کے لئے نوٹس جاری ہوئے ہیں اسکی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی سا امر ہے۔ محمد حسین بٹالوی نے کچہہ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے شایع ہونے پر شیخیت نمائی کے طور پر ایک چہری رکہہ لی تہی اور اکثر لوگوں کو دکہاتا پہرتا تہا۔ اس پر ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے اُس کی چہری کو دیکہہ کر رپورٹ کر دی کہ نقض امن کا اندیشہ ہے مرزا صاحب اور محمد حسین سے ضمانت لی جاوے اس پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع نے بہادر دسمبر کو نوٹس جاری کئے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء پہلی تاریخ پیشی تہی بدون کسی کارروائی کے مقدمہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہوا محمد حسین نے جو وکیل کیا جاتا ہے مسلمانوں سے چندہ لے کر کیا تہا اُس نے اپنی کسی مصروفیت کیوجہ سے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کی تاریخ تبدیل کرالی اور اب مقدمہ کل ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اجلاس میں پیش ہوگا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہے۔
یہ مقدمہ ایک بڑی دلچسپی سے دیکہا جا رہا ہے اور پبلک میں مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہم نہ تو ضرورت سمجہتے ہیں اور نہ مناسب کہ اُس کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے دیں مقدمہ ایک دور اندیش حاکم مجاز کے سامنے ہے بعد کل کارروائی کے ہمارا حق ہوگا کہ ہم اُس پر رائے زنی کریں۔ ہاں اتنا کہدینا شاید بے محل نہوگا کہ مرزا صاحب کی

اشتہارات مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء اور رسالجات کشف الغطاء وغیرہ کا مطالعہ ہمارے بیدار مغز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اصل معاملہ کی تہ تک پہونچنے کے لئے بہت مدد دیں گے۔

مسلمانوں اور گورنمنٹ کی توجہ طلب

عام اہل اسلام اور گورنمنٹ عالیہ کے حضور ہم ایک غور طلب امر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ توجہ کی سبد کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ

محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ۔

گورنمنٹ عالیہ کو آجتک یہ تبلاتا رہا کہ مہدی خلیفۃ اللہ آنیوالا کوئی نہیں اور مسلمانوں کے اُس گروہ کے سامنے جو اہل حدیث کہلاتا ہے اور جسکا ایڈووکیٹ اور سرگروہ ایڈیٹر مذکور بنا ہوا ہے اقرار کرتا رہا بلکہ عام مسلمانوں کیطرح خونی مہدی کے نہ ماننے والے پر کفر کرتے لگاتا رہا اب جبکہ اُسکی وہ تحریریں جنمیں مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے علماء اہل حدیث نے اُس پر خارج از اہل سنت ہونیکا فتوی دیا عام مسلمانوں اور گورنمنٹ کو ایسے شخص کے وجود سے ا

پاک شاعری

فی المحبتہ امام الزمان سلمہ اللہ الرحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی تو ہے سننے والا دعا کا ÷
÷ خشوع و خضوع ابتہال التجا کا ÷
ایا ربنا افلح لنا بین قوم ÷
÷ معزز ہمیں فیصلہ ہے خدا کا ÷
پڑے مار ذلت کی ظالم کے اوپر ÷
÷ بڑہے مرتبہ صاحب التقا کا ÷
مرے پیارے احمد سے کاڈے جو رشتہ ÷
÷ وہ ہے کاٹنے والا حبل خدا کا ÷
یہاں المغضوب و ضالین نہیں ہے ÷
÷ میں ہوں طالب دید راہ ہدا کا ÷
صراط کہ ہے صفت مستقیم کی
÷ مقدم وظیفہ ہوا اہل فنا کا ÷
اطاعت محمد کی - احمد کی بیعت ÷
÷ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ÷
میں سو جان دل سے ہوں احمد کا عاشق ÷
÷ مسیح زماں اور امام الورا کا ÷
ہزاروں ہی بیگانوں سے رشتے کاٹے ÷
÷ خدا جانتے ہوں یک تن آشنا کا ÷
تصور شب و روز رہتا ہے تیرا ÷
÷ عجب ہے کہنچا آنکھہ پر ایک خاکا ÷
ترا ذکر در اصل ہے ذکر خالق ÷ ÷
÷ بجا ہے ! کہ مشرک ہوا میں خدا کا ÷
ترے ید قدرت میں دل ہے یہہ میرا ÷
÷ ٹہکانا نہیں کوئی اب ماسوا کا ÷
تو جا ہے جدہر پہیر دے میرے احمد ! ÷
÷ مقلب تو ہی ہے کلید خدا کا ÷
تو احمد وہ ہے جس رو کا قلم کو ÷
÷ بہلا کون ہے اب ترے جا بجا کا ÷
قلم سے گرے روشنائی کے قطرے ÷
† ÷ معصفر ہوا رنگ تیری قبا کا ÷

شہادت بہی اسپر صحابہ نے دی ہے ÷
÷ یہہ کیسا کرشمہ ہے رب العلا کا ÷
ولا تشك فيها ولا ريب فيها ÷
کہ خادم ہوں میں خادم میرزا کا ÷
ہے سطور قرآں میں حق و علی بہا ÷
÷ ازل میں تہا اللہ نے جس کو تاکا ÷
اٹہو خواب غفلت سے بیدار ہو کر ÷
÷ زمانہ یہہ آیا ہے اب ابتلا کا ÷
کیا مرگ عیسے کو قرآن سے ثابت ÷
÷ کہ جہگڑا تہا امت میں یہہ اس بلا کا ÷
بصیرت کی کہولو ! ذرا دل سے آنکہیں !! ÷
÷ نظارہ کرو بندۂ حق نما کا ÷
عشیق ! اب ذرا تہام لیجے قلم کو ÷
کہ مضمون لکہنا ہے خذ ما صفا کا ÷

دیگر

محط آدم زاد افتادہ آلہی در جہاں ÷
ہیچ شخصے نیست کامل ہم زخورد و ہم کلاں
آدمیت نیست اندر ہر کس این ناکساں
صورت انسان لیکن خوئے ایشاں چوں سگاں
بیخبر از قول و فعل اصفیائے کاملان ÷
پا در آب و گل بنہادہ این ہمہ مثل خراں
تازیانہ پر ادب گر ساق ایشاں زدند ÷
مے زجنباندگے از جہول این ظالماں
بندگان مرخدا را ایں سگاں عو عو کنند
بد نہاد و بد سرشت و بد زبان و بدگمان
نور خورشید آلہی مے درخشد تحت و فوق ÷
یمن و لیسر و قبل و بعد و در زمین و آسمان
گر نشان نور زاد جوئی نمایم مر ترا ÷
مے درخشد چوں قمراں از منار قادیاں
آں امام الوقت ہست و پیشوا کو راہ حق
رہنمائے دین احمد ہادی دور زماں
وہم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند
آں غلام احمد ہست و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب گماں

[illegible]

دیگر

السلام اے مہدی فرخندہ فال ÷
السلام اے صاحب الوقت و حال
السلام اے رہنمائے راہ حق ÷
السلام اے ہادی ذو المجد و عال
والسلام و الصلوٰۃ وہم درود ÷
بر تو بادا اے صاحب عز و جلال
وازخدائے ذو الکرم حق آمد است
باطلاں رسوا شدہ از انفعال
ان جاء الحق وزهق باطل
ان باطل کان زاهق فی الزوال
مبطلاں در رنگ شیطاں آمدند ÷
حق پسنداں صبغۃ اللہ الفعال
سرنگوں و خیرہ شد لیلا لوی ÷
سر بلند و ہوشیار آں اہل حال
تبتی از کوہ در آمد سر نگوں ÷
قادیانی در رسیدہ بر جبال
ایں زظلمت ثرا ثرعا لبیار گو
آں محمد تو خوش زباں شیریں مقال
ایں ہمہ چوں تودہ گل آمدند ÷
آں یکے پُر نور و روشن چوں ہلال
ایں ہمہ چوں خر بنہادہ پا بگل
آں نشستہ بر براق ذو الجلال
ایں ہمہ چو طفلیتاں چوں سگ شدند
آں چو انساں پُر ز دانش و کمال
بوئے از باغ محبت نشنوند ÷
در مشام پنبہ کردہ از ملال
قایل آں مہدئ ملت نیستند ÷
صوت منکر مے کشند ایں خر شغال
بر سر دنیائے جیفہ مے جہند
مے نما لمذا ایں کلام الملت ضلال
والسلام الف الف و السلام ÷
من عشیق عاجز فی کل حال

نعت شریف

† یہہ ایک کشف کیطرف اشارہ ہے جو سُرمۂ چشم آریہ میں درج ہے - اڈیٹر

شیشۂ دل صاف صاف اب حق نما ہونے کو ہے
عاشقِ روئے محمد با خدا ہونے کو ہے

دل مرا آپے سے باہر یا جدا ہونے کو ہے
بیہ گذر گا مخدا اب یا خدا ہونے کو ہے

کشتئ عمر رواں اب آشنا ہونے کو ہے
نا خدائے روحِ انساں با خدا ہونے کو ہے

فتح بابِ دین ہو گا جب ہوا کسر الصلیب
وعدۂ معبودِ ربی اب وفا ہونے کو ہے

کُل مذاہب پر ہوا دینِ الٰہی کا ظہور
ظلمتِ کفر اُٹھ گئی کشف الدجیٰ ہونے کو ہے

حضرت خیر الامم کیسے عظیم الخلق ہیں
کافروں سے تو جفا۔ اپنے وفا ہونے کو ہے

لات وعزےٰ گر گئے۔ اور کعبۃ اللہ بنگیا
مجھکو شوقِ دیدنِ اُم القریٰ ہونے کو ہے

یا محمد لطف ہے اسم مبارک میں یہہ کیا
ہر زباں عام سے صل علیٰ ہونے کو ہے

نور بادہ سے سوز جام جسم ہو جلد تر
مجلس مولود احمد ساقیا ہونے کو ہے

یا عشیق کل شیٔ ھالک الا وجھہ
یعنے دایم ہے وہی جو بالقا ہونے کو ہے۔

راقم
خاکسار خواجہ عبد الستار عشیق قصوری

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

اس میں یہہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ آج پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تہا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اُسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اُسکو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا۔ اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اُسنے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعے سے میری نسبت کی تہی۔ ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکہا تہا۔ اور اُس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہہ الہام تہا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تہی۔ اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکہا تہا۔ اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکہوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکہوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گہر کے لوگوں پر لگائے سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی۔ اور اہل سنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہہ ظاہر کر رکہا تہا کہ وہ اُن کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا۔ اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُسکی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتہ بٹانے کے لئے آسمان سے اُترے گا۔ اور اُس نے علماء کو یہہ بہی کہا تہا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تہا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر میں نے اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا۔ اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کے لئے عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے۔ تا دونوں ملکر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہہ اعتقاد اسوقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پہیلانے کے لئے ظاہر کیا تہا جبکہ اُسنے میری کافر ٹھہرانیکے لئے ایک فتوے لکہا تہا۔ اور بیان کیا تہا کہ یہہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُسکی لڑائیوں سے منکر ہے۔

لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی۔ تو اُسنے پوشیدہ طور پر* ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شایع کی جسمیں اُسنے گورنمنٹ کو اپنا یہہ احسان جتلایا ہے کہ میں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جہوٹی ہیں جنمیں اس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہو گئی۔ تب لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنیکے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہہ سناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اسکے بارے میں ایک استفتاء لکہا اور فتوے لینے کے لئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بہی وہ استفتاء پڑہکر اُسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجال ٹھہرایا جیسا کہ مجھے ٹھہرایا تہا۔ اور اُسی طرح ذلت کے الفاظ اُسکی نسبت لکہے۔ جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکہے تہے۔ سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا۔ جیسا کہ اُسنے پہلے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تہا۔ سو اسطرح پر یہہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا۔ کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہیگا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو اُس خونریزی میں شریک ہوگا اور میں نے دلایل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جہوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچہ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچہ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اُسکی ذلت ہو گئی ہے۔ اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بہی اُسکو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجھے دیئے تہے۔ یعنے ہر ایک نے اُسکو کذاب اور دجال سمجھ لیا ہے

* اصل عبارتیں مفصل اشتہار میں درج کی گئی ہیں جو عنقریب شایع ہو گا۔ منہ

✽ یہہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈیٹر ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بہی رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵۔ جلد ۱۳ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

رہا یہہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اُسکی نسبت کیا رائے رکھتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ اسلئے تو جہہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے یہہ جھوٹ بولا کہ میں یہہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں - اور مولویوں کو یہہ لکھہ لکھہ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد کو ضرور آئے گا - اور کہتا رہا کہ جو شخص یہہ اعتقاد چھوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے - ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے؟ اور کون فایدہ اُسکے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے؟

پہر دوسری خیانت جو اُسکی ذلت کا موجب ہے یہہ ہے کہ اُسنے گورنمنٹ پر یہہ ظاہر کیا ہے کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجہتا - کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے - اور پہر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۳ - سطر ۹ میں میری مخالفت کے لئے مسلمانوں کو یہہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں ان سے استغنا موجب کفر ہے - اب اس جگہہ اُسنے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا - اور انگریزوں کی سلطنت کی نسبت اسی صفحہ میں یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُن کی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنی محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہئیے - مگر مذہبی نظر سے یعنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے "" اس تقریر میں اُسنے یہہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور جو مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں - ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہہ نہیں سوچا کہ سکہوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرایض روکے گئے تہے اور مذہبی احکام کے بجا لانے میں ہر دفعہ جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تہا - یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تہے.

اُسوقت سلطان روم کہاں تہا؟ آخر انگریز ہی تہے جو ہمارے چھڑانے کے لئے عقاب کی طرح دور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی - یہہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچھہ بہی نہیں پہنچا ہے بلکہ سلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے - اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرایض مذہبی بآزادی سے ادا کرنے لگے - ہمارے مذہبی مدرسے کہل گئے - ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے یہہ سکہوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تہے صدہا مسلمان اسی وجہہ سے قتل کئے گئے - بلکہ آگ میں جلائے گئے - اور صد ہا دل کے گڑے ڈالے گئے - اب انگریزی سلطنت کا جہنڈا ہمارے ملک میں کہڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے - ہزارہا دینی کتابیں شایع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلے درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی - اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اُسکی تلاش کرنا عبث ہے. اب کسقدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کی رو سے ہمیں کرنا لازم ہے - کیا یہہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں - پہر محمد حسین کا یہہ قول کہ وہ یہہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے - کسقدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے - وہ لکہتا ہے کہ ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں - اور ورنہ دینی حمایت اُن کی طرف سے کچھہ بہی نہیں - یہہ سب سلطان کی طرف سے ہے "" یہہ دونوں فقرے اُسکے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مونہہ سے بہی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ میں نے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمک حرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے - ان لوگوں نے اسی بناء پر مجھ کو کافر ٹھہرایا تہا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل پر گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تہی جس کی نسبت **سید احمد خاں صاحب** کے سی - ایس - آئی نے اپنے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ معہ تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تہی.

اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ حیا دار آدمی کے لئے یہہ ذلت بہی کچھہ تہوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جہوٹ بولا اور اپنی قوم سے بہی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سُنا - سو بالشبہہ وہ الہامی پیشگوئی اُس پر پوری ہو گئی . . . . . . جس میں لکہا تہا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکہیگا جو اُسنے فریق مظلوم کی کی - اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے جسمیں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بہی شامل ہے - لکہتا ہوں اور ناظرین پر اسبات کا انصاف چھوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑہکر خود گواہی دیں کہ خدا تعالے نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے مونہہ سے نکالے - جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تہے - اور یہی معنے اُس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جزاء سیئۃ بمثلہا انقل ونسوی شامل ہذا ہے

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان
۳ جنوری ۱۸۹۹ء

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا - اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا - جیساکہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے - اور اس جمہوری عقیدہ کو جسپر تمام اہلسنت دلی یقین رکھتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجہتا ہے - اور ایسا عقیدہ رکہنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اسکو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجہ سکتے ہیں - یا وہ کذاب اور اجماع کا چہوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے. بینوا توجروا.

المرقوم ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۱۶ھ
السایل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد
عافاہ اللہ واید

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہلسنت وجماعت کے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے .

قال عز من قایل و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جھنم - وساءت مصیرا

قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابوداؤد

قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ

قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی - اور جمہور اہلسنت اسپر متفق ہیں

کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاوینگے۔ اور بنی فاطمہ سے ہونگے۔ اور انکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا۔ اور ظاہری باطنی خلافت کریگا۔

حررہ عبدالحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبداللہ غزنوی

(۲) ارباب مہدی موعود و نزول عیسے ابن مریم رسول اللہ و خروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند۔ و بریں است اجماع اہلسنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر و مخالف اہلسنت وجماعت مبتدع و ضال و مضل ہست۔ فقط

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما

(مہر)

(۳) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دایرہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ الجیب ما انا عبداللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی و القاسمی عفی عنہ

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے۔ ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہئیے و نشست برخاست ترک کرنی چاہئیے

احمد اللہ عفی عنہ امرتسری (مہر)*

(*یہہ مہر انجمن تائید الاسلام امرتسر کی ہے جسکے ممبر ۳۰۰ کے قریب علما اور رئیس وغیرہ ہیں۔)

(۵) علمائے عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ و علی آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ اور جمہور امت نے اُسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعۃ سے انحراف کرتا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تذہب الدنیا حتے یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی و ابوداؤد و فی روایۃ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتے یبعث اللہ فیہ رجلا منی او من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا۔

مشکوۃ شریف قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا یملاء الدنیا قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المذنب مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

(۷)* یہہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب و ضال و مضل و خارج اہلسنت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین بقلم خود (مہر)

(۸) الجواب صحیح و صواب

محمد یعقوب

(۹) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہو سکتا ہے۔

فقیر حشمت العلی عفی اللہ عنہ

(مہر)

(۱۰) صح الجواب

حمزۃ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی

مہر سید محمد عبدالسلام غفرلہ

مہر سید محمد ابوالحسن

مہر محمد عبدالغفار ابو لیسار

مہر ابوالحسن محمد اسمٰعیل

مہر خلیل الرحمن المنان غفرلہ

* (یہہ مواہیر دہلی کے علما کی ہیں۔)

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے۔

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (مہر)

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفی عنہ (مہر)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہہ شخص کذاب اور دجال ہے۔

فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبدالاحد صاحب

(مہر)

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

(مہر)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبدالغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (مہر)

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو و عبد الدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا مقام نار ہے۔

محمد عبدالغنی

(۱۷) واقعی یہہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے ایسے شخص کا مقام بلا شک نار ہے۔ کیونکہ یہہ فعل اہل بدعت کا ہے

محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث صحاح کا منکر ہے۔ مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبداللہ خان کھیراونی بقلم خود

(مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے۔

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدا بخش المتخلص ناچیز۔ ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر

(۲۰) الجواب اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً و خلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہہ انکار کسی دجال کا کام ہے۔ فقط واللہ یہدی من یشاء الٰی صراط المستقیم دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودہیانوی

امام الزمان کی ڈایری

یکم جنوری ۱۸۹۹ء} الحمد للہ حضرت اقدس مع جمیع متعلقین و مخلصین مقیم قادیان بخیریت ہیں

حسب معمول نماز پنجگانہ باجماعت ہوئی۔ قبل از نماز صبح حضور نے فرمایا کہ رات یعنے ۳۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کی شب کو الہام ہوا "السہیل البدری"۔ پھر فرمایا کہ سہیل وہ ستارہ ہے جسکو ولد الزنا کش بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو تکوئی کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ابوالفضل نے اسی ستارہ کی نسبت لکھا ہے۔ ع

ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی

پھر ادہر ادہر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور تین آدمی نے داخل بیعت ہوئے اور پھر نماز عشا ادا کی گئی۔ اور مع الخیر تشریف لیگئے

۲ جنوری ۱۸۹۹ء } خدا کا فضل ہے کہ حضرت امام ہمام مع جمیع خدام مع الخیر بشاش ہیں۔

حسب معمول پنجگانہ نماز باجماعت ہوئی ۔ ۸ بجے دن کے آپ ایک کثیر التعداد احباب کو ہمراہ سیر کو تشریف لے گئے ۔ اثنا سیر میں فرمایا کہ یہہ تکالیف اور ایذائیں جو مخالف کبھی پنڈ بانیوں کے رنگ میں ۔ اور جھوٹ اور افترا سے بھرے ہوئے اشتہاروں کے ذریعے ۔ اور کبھی گورنمنٹ اور حکومت کو خلاف واقع اور محض جھوٹی باتیں بیان کرنے سے بدظن کرکے ہم کو پہنچاتے ہیں اگر ہماری اپنی ہی ذات تک محدود اور مخصوص ہوتی ہیں تو خدا تعالے بہتر جانتا ہے کہ ہم کو ذرا بھی خیال نہ ہوتا کیونکہ ہم تو قربانی کے بکرے کی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت تیار ہیں ۔ مگر اسکا اثر ہماری قوم پر پہنچتا ہے ۔ اور بعض لوگ ابھی ایسے کمزور بھی ہیں ۔ جو ابتلا برداشت نہیں کرسکتے ۔ اسلئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ ان کل حالات کو چھاپ کر گورنمنٹ کے پاس بھیجدیں ۔ کیونکہ اگر ہم خاموش رہیں تو ادہر مخالف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں ۔ پہر اسکا اثر اچھا نہیں پڑتا ۔ چونکہ ہمارے دل صاف ہیں ۔ اور ہم بدباطن لوگوں کی طرح نفاق ۔ اور مداہنت سے کام نہیں لیتے ۔ اسلئے ہم کو کامل امید ہے کہ یہہ رسالہ کشف الغطاء گورنمنٹ عالیہ کو ہمارے حالات اور ہمارے تعلقات سے اطلاع دیگا ۔ اور ہمارے ہر دوست کے پاس بطور سارٹیفکیٹ کے رہیگا ۔ آج بہی دو آدمیوں نے بیعت کی۔

۳ جنوری ۱۸۹۹ء } الحمد للہ ! آج بہی خدا تعالےٰ کے بے انت احسانوں سے امام صاحب اور حضور کی پاک جماعت نے حصہ لیا اور شکر گذاری کے سجدے کئے ۔ چند روز پیشتر سے محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے کسی مصلحت سے مہدی کے انکار پر کوئی مضمون کبھی لکھا تہا ۔ مگر اپنے ہم پیشہ مولویوں کے سامنے اس مسئلے سے رجوع کا اقرار کیا ۔ اور یہہ اقرار ضروری تہا ۔ ورنہ وہ ان کا گروہ اور ایڈوکیٹ کیونکر ہو سکتا تہا ۔ بہرحال محمد حسین کی انگریزی فہرست اتفاقاً مل گئی تہی جسمیں گورنمنٹ کے سامنے اس خدمت کا گویا احسان جتلایا تہا ۔ اسپر حضرت عزیز احمد صاحب نے ایک استفتا تیار کیا ہوا تہا ۔ کہ جو شخص مہدی خلیفۃ اللہ کے آنے کا انکار کرے ۔ اسکے حق میں علماء دین متین کیا فتوے دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب گوڑیانی یہہ استفتا لیکر امرت سر ۔ لاہور ۔ دہلی گئے تہے ۔ چنانچہ آج وہ فائز المرام واپس آئے ۔ اور علماء نے ایسے شخص کی تکفیر کا فتوےٰ دیا ۔ الحمد للہ ! آج حضرت اقدس کی ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار والی پیشینگوئی بالکل پوری ہو گئی اور جزاء سیئۃ بمثلہا کا الہام سچا ثابت ہوا ۔ اب اس پیشینگوئی کا انکار کرنا عقلمندی نہیں ۔ اور ایسا ہی آیندہ انتظار خلاف دانشمندی والحمد للہ علیٰ ذالک

۴ جنوری ۱۸۹۹ء } کل مقدمہ کی تاریخ ہے اسلئے گورداسپور جانے کے لئے آج ہی روانہ ہونا مناسب سمجھا گیا تہا ۔ بعد نماز ظہر حضرت اقدس نے نو آدمیوں کو ساتھ جانے کا حکم دیا ۔ حضور تو پالکی میں بیٹھکر براہ راست گورداسپور روانہ ہوئے ۔ اور باقی مخلصین جنکو حکم ہوا تہا براہ بٹالہ روانہ ہوئے ۔ خدا تعالےٰ کا کمال احسان ہے کہ امام صاحب اور خدام حضور بہمہ وجوہ شادان و فرحان ہیں ۔

۵ جنوری ۱۸۹۹ء } آج گورداسپور میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑہی گئی ۔ احباب سچے اخلاص اور محبت کے جوش میں لودہیانہ کپورتہلہ ۔ امرت سر ۔ لاہور ۔ شملہ ۔ جموں ۔ بدوملی وغیرہ مقامات سے آگئے جمع ہو گئے تہے ۔ اور جماعت میں سو کے قریب آدمی شامل ہوئے ۔ بعد نماز صبح مولوی قطب الدین صاحب بدوملی نے مندرجہ ذیل اعتراض کیا ۔

(سوال)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کتفین مبارک کے درمیان جو مہر نبوت بتلائی جاتی ہے سلو کہتے ہیں کہ رسولی کی طرح تہی ۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے ؟

(تقریر حضرت اقدس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق جو اعتراض کیا جاتا ہے ہمارے خیال میں یہہ ایک فروعی بات ہے ۔ مگر میں یہہ بات اپنے سچے جوش اور اخلاص سے کہتا ہوں کہ میرا ایمان یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نشان نبوت کو رسولی وغیرہ الفاظ سے نسبت دینا ایک مومن اور سچے مسلمان کا کام نہیں ۔ یہہ گستاخی اور شوخی ہے جو کفر کی حد تک پہنچ جاتی ہے ۔ ہم کو ایسے معاملات میں زیادہ تفتیش اور چھان بین کی ضرورت نہیں کہ وہ مہر نبوت کیا تہی ؟ اور کیسی تہی ؟ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں اللہ تعالےٰ نے بیشمار نشانات بین اور واضح طور پر رکہے تہے ۔ اُن میں سے ایک مہر نبوت بہی تہی اصل بات یہہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی ہی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے کمال کو پہنچ کر بدر بنجاتا ہے ۔ تو وہ بدر اپنی پہلی حالت ہلال کا مثبت اور مصدق ہو جاتا ہے ۔ پس یقیناً سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو پہلے نبی اور انکی نبوتوں کے پہلو مخفی رہتے ۔ اب سوچو اور بتلاؤ کہ کیا موجودہ اناجیل سے انسان طریق توحید کا پتہ لگا سکتا ہے ۔ یہ کیسی حیران کرنے والی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کا نبی اسکی توحید کو قایم کرنے آیا کرتا ہے یا اپنی خدائی منوانے ؟ پس اب موجودہ انجیل نے یہی نہیں کہ طریق توحید کو گم کیا ۔ بلکہ ساتھ ہی حضرت عیسے علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کو اڑا دیا ۔ اور چہ جائے کہ وہ خدا یا ابن خدا بنتے ۔ اون کو نبی کے درجہ سے بہی گرا کر معاذ اللہ بہت گرے درجہ کا آدمی بنا دیا ۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات نے آکر ان کی تعلیم کو زندہ کیا ۔ اور خود مسیح کی اپنی ذات اور وجود کے لئے مسیحائی کی کہ اس کو مُردوں سے نکالکر اس زندگی میں داخل کیا جو اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں اور رسولوں کو ملتی ہے ۔ تعلیم وہی کامل ہو سکتی ہے جو انسانی قوائے کی پوری مربی اور متکفل ہو نہ یہہ کہ ایک ہی پہلو پر واقع ہوئی ہو ۔ انجیل کی تعلیم کو دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے ۔ اور اُسکے بالمقابل قوئے کیا تعلیم دیتے ہیں انسانی قوئے اور فطرت خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے ۔ پس اُسکی قولی کتاب جو کتاب اللہ کہلاتی ہے ۔ یا اُسے تعلیم الٰہی کہو اُسکی ساخت اور بناوٹ کے مخالف اور متضاد کیونکر ہو سکتی ؟ اسی طرح اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو انبیاء سابقین کے اخلاق ۔ ہدایات ۔ معجزات اور قوت قدسیہ پر اعتراض ہوتے مگر حضور نے آکر اُن سب کو پاک ٹھہرایا ۔ اسلئے آپ کی نبوت کے نشانات سورج سے زیادہ روشن ہیں ۔ اور بے انتہا اور بیشمار ہیں ۔ پس آپکی نبوت یا نشانات نبوت پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ دن چڑہا ہو ۔ اور کوئی احمق نابینا کہدے کہ یہ تو رات ہے ۔ میں پہر کہتا ہوں کہ دوسرے مذاہب تاریکی ہی میں رہتے ۔ اگر آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے ایمان تباہ ہو جاتا اور زمین لعنت اور عذاب الٰہی سے تباہ ہو جاتی ۔ اسلام شمع کی طرح منور ہے جسنے دوسروں کو بہی تاریکی سے نکالا ہے ۔ توریت کو پڑہو تو بہشت اور دوزخ کا پتہ ہی مشکل ہو جاتا ہے ۔ انجیل کو دیکھو تو توحید کا نشان نہیں ملتا ۔ اب بتلاؤ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ یہہ دونوں کتابیں

٭ دریں چہ شک ہے حضور کا ارشاد ہے ۔ گنے باید مرا ایک ذرہ عزت ہائے این دنیا ٭ منہ از بہر آں کرسی کہ ماموریم خدمت را ٭ ایڈیٹر

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہیں اور ہیں۔ لیکن ہمیں کونسی روشنی مل سکتی ہے سچی روشنی اور سچی معرفت کیلئے لئے مطلوب ہے وہ اسلام ہی میں ہے۔ تو پھر ہی کو دیکھو کہ جہاں سے قرآن کو کھولو وہاں ایک شمشیر برہنہ نظر آتی ہے کہ شرک کی جڑ کاٹ رہی ہے ایسا ہی نبوت کے تمام پہلو ایسے صاف اور روشن نظر آتے ہیں کہ اور جگہ ایسا ممکن نہیں۔ ختم نبوت کو ایسا سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں تک دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جسکو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اسکے بعد ملحدوں کی طرح نکتہ چینی کرنا بے ایمانوں کا کام ہے ہر بات میں بینات ہوتے ہیں۔ اور اُن کا سمجھنا معرفت کاملہ اور نور بصیرت پر موقوف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ایمان اور عرفان کی تکمیل ہوئی۔ دوسری قوموں کو روشنی نہ پہنچی۔ کسی اور قوم کو متین اور روشن شریعت نہیں ملی۔ اگر ملتی تو کیا وہ عرب پر اپنا کچھ بھی اثر نہ ڈال سکتے۔ عرب سے وہ آفتاب نکلا کہ جس نے ہر قوم کو روشن کیا۔ اور ہر بستی پر اپنا نور ڈالا۔ یہہ قرآن کریم ہی کو فخر حاصل ہے کہ وہ توحید اور نبوت کے مسئلہ میں کل دنیا کے مذاہب پر فتحیاب ہو سکتا ہے۔ یہہ فخر کا مقام ہے کہ ایسی کتاب مسلمانوں کو ملی ہے۔ جو لوگ حملہ کرتے ہیں۔ اور تعلیم و ہدایت اسلام پر معترض ہوتے ہیں وہ بالکل کور باطنی اور بے ایمانی سے اور نکتہ چینی سے کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور بہادر ان معترضین سے ہے جو ہمکو یہہ دکھلا سکے۔ کہ قرآن کہتا ہے ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہہ ایک سچی بات ہے۔ اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہو گئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہو گئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مرد از راہ ہمدردی یہہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے علیحدہ کرے۔ یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب تعدد ازدواج کو روکتا ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کی نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے لیے مرگ خاندان میں بہت سی شکایات اور کنت دعوں ہو سکتی تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں اس لئے اولاد پیدا کرے۔ بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دیدیتی ہیں۔ پس حقیقت میں غور کرو کہ یہہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئیگا۔ عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے۔ کیونکہ اُن کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے۔ تو پھر اُن کو اسبات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ اُن کے الہام خدا کے الہام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورتیں نکریں۔ پھر اسکے نتایج خود دیکھہ لو کہ لنڈن ۔ اور پیرس میں عفت اور تقوے کی کیسی قدر ہے ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی اُن کے اعتراض درست نہیں۔ کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے۔ حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تھیں۔ اور وہ صرف دس سال رہیں گے اندر ختم ہو گئیں میں دعوے سے یہہ کہتا ہوں کہ یہہ مسائل اُن کی کتابوں میں نکال سکتا ہوں ۔ اور ایسے ہی میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن کریم میں موجود ہیں ۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں ہیں اُسے نکال کر دکھانے کو تیار ہوں ۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کے لئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اُسکے قویٰ کی تربیت کرتے ہیں اُن پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اسلام کو جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ اُن کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ بڑی باتوں کو استخفاف اور استہزاء کی نظر سے نہ دیکھیں۔ استہزاء سے کفر کا اندیشہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا ادب اور خوف ہونا چاہئیے۔ ہر ایک عارف ان باتوں کے ہزارہا جواب دے سکتا ہے۔ کیا ہم دنوں میں ایسی علامات نہیں ہوتیں۔ جنکو دیکھکر ہم ایک سعید اور شقی ۔ بدمعاش اور خوش اطوار میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور پہچان لیتے ہیں + + رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپکو دیکھکر کہا کہ یہہ جھوٹوں کا مونہہ نہیں۔ اب وہ کون نشان تھا جو جھوٹوں میں ہوتا ہے ۔ اور آپ میں نہ تھا۔ ایک امتیاز تو تھا جسکو بصیرت والا انسان دیکھہ سکتا ہے ۔ ایسا ابلہ اور احمق کون ہے۔ جو نیک اور بد کو چہرہ سے دیکھکر تمیز نہیں کر سکتا مومن کا چہرہ اور ہر عضو اسکو ایک امتیاز بخشتا ہے ۔ اور اُس کے با خدا ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت میں ایک خصوصیت ہو تو بتلاؤ اس سے کیا استبعاد لازم آتا ہے سب کچھہ ممکن ہے ۔ بالآخر یاد رکھو کہ یہہ ایک فروعی بات ہے ۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ اِن باتوں میں پڑیں ۔ اصول پر بحث ہونی چاہئیے۔ اصول کے اثبات پر فرع خود ہی ثابت ہو جاتی ہے ۔ ایمان لانا ضروری ہے اُسکی کیفیت اور کنہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ضروری نہیں۔ دشمن اگر گفتگو کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُسکی صفات پھر ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام وغیرہ امور ایمانی پر ایمان لانا ضروری ہے ۔ اور ان سب باتوں کا ماننا اصول ہے ۔ اور باقی امور ان پر متفرع ہیں ۔ اور یہہ سب صفائی کے ساتھہ ثابت شدہ صداقتیں ہیں ۔ تعلیم اسلام ایسی تعلیم ہے کہ ہر قوت کو اعتدال اور عین محل پر رکھتی اور تربیت کرتی ہے ۔ اور عظیم الشان معجزہ ہے ۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ دوسری تعلیمیں ایسی نہیں کسی کا ناک نہیں تو کسی کے کان نہیں ہیں ۔ غرض وہ ناقص اور ادھوری ہیں ۔ مکمل تعلیم تعلیم اسلام ہی کی ہے توحید صفات باری تعالیٰ ۔ نبوت اور اخلاق فاضلہ تکمیل نفس وغیرہ ضروری امور جنکا انسان محتاج ہے ۔ وہ ایسے کامل اور روشن طور پر بیان ہوئے ہیں کہ اُن میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی ۔ باقی امور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ (؟) وسلم کیونکر کھاتے تھے ۔ کتنے بڑے لقمے لیتے تھے؟ ان جھگڑوں میں پڑنے کی مومن کو کیا ضرورت ہے ؟ مدار نجات ان باتوں پر نہیں ہے ۔ ایسی باتیں جو اثر کے طور پر لکھی گئی ہیں ۔ اگر وہ نبوت حقہ کے خلاف نہیں بلکہ مشابہ ہیں تو ایمان لائیں ۔ ورنہ تاویل کریں ۔ کچھہ ضرورت نہیں کہ اُن پر چھان اور چھانبین کر کے لمبی اور فضول بحثوں میں پڑیں

ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا ۔ یہہ تو موٹے اور ظاہر معنے ہیں ۔ دوسرے یہہ معنے ہیں کہ کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا ۔ یہہ سچ اور بالکل صحیح ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا ۔ اور نبوت ختم ہو گئی ۔ اس لئے

الیوم اکملت لکم دینکم کا مصداق اسلام ہو گیا۔ غرض یہہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جو دل صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں۔ ان باتوں میں مومن کو ضروری نہیں ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بند نہو تو ہم اس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزوی مسایل کا ثبوت دے۔ الغرض معجزہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشان نبوت میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔

(اسکے بعد ایک اور سوال کیا گیا جسکا جواب حضرت اقدس نے دیا بوجہہ عدم گنجایش اسکو دوسرے اشتہار پر ملتوی کرتے ہیں)

دس بجے حضرت اقدس مع احباب کچہری ضلع کی طرف تشریف لے گئے لوگوں کا اژدحام اور انبوہ اُس کے مرجع خلایق ہونے کا ثبوت دیتا تھا۔ بارہ بجے تک حضور وہیں تشریف فرما رہے۔ ۱۲ بجے کے ساتھ ہی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے بلا کر اطلاع دی کہ مقدمہ ۱۱ر جنوری ۱۸۹۹ء پر ملتوی ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس نے مع احباب اُسی میدان عدالت میں کہانا تناول فرمایا اور پہر مخلصین کی کثیر تعداد کے ہمراہ فرودگاہ پر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر و عصر ادا کی۔ زوال کے بعد بندگان عالی مع چند احباب بسواری یکہ براہ راست دارالامان کو روانہ ہوئے۔ اور باقی خدام حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ کے ہمراہ بسواری ریل براہ بٹالہ دارالامان کو چلے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن کا نظارہ

دو بجے ریلوے سٹیشن گورداسپور پر حضرت اقدس کے خدام کی ایک کثیر تعداد بغرض روانگی جمع ہو گئی محمد حسین بٹالوی بہی چند آدمیوں کی ہمراہ پلیٹ فارم پر آ پہنچے۔ اور یہہ جتلانے کے لئے کہ آپ ایک بڑے انفلوئینشل آدمی ہیں۔ ویٹنگ روم میں جا گہستے۔ کبہی اندر جاتے اور کبہی باہر آ جاتے۔ غرض ادہر اُدہر پہرتے رہے تہوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ بہی تشریف لے آئے۔ سٹیشن پر بعض عمائد اور مقامی حکام بہی کسی تقریب سے موجود تہے۔ مولوی نور الدین صاحب نے اُن کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی جو حضرت اقدس کی صداقت پر مشتمل تہی اسکو تحریر بندہ اور ستارہ ہند میں آ گئی ہی

حیرت انگیز دلایل سے مدلل کیا۔ خود ہم سے ایک معزز افسر پولیس سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔ جبکہ ہمارے ایک دوست نے ان سے ہمکو انٹروڈیوس کرایا۔

(افسر پولیس)۔ ایڈیٹر صاحب! اصل بات کیا ہے؟

(ایڈیٹر الحکم یعنے ہم)۔ جناب بندہ! اصل یوں ہے کہ یہہ تو ایک استمراری عادت اللہ ہے کہ جب کوئی کبہی کوئی مامور من اللہ یا بہلا آدمی دنیا میں آ کر اہل زمین کی اخلاقی کمزوریوں اور روحانی بیماریوں کا علاج کرنا چاہتا ہے تو کوئی نہ کوئی انسان بالمقابل اُٹہکر اُس پر نکتہ چینی کرتا۔ اور اُس کی مخالفت کا شور مچاتا ہے۔ اور اُس کی ہزارہا نظیریں دنیا میں موجود ہیں۔ ظلمت اور نور کا مقابلہ ہم رات دن دیکہتے ہیں چنانچہ میرزا صاحب نے بہی جب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اُٹہایا تو ایسی طبیعتیں جو مخالفت حق کا مادہ رکہتی تہیں۔ مخالفت کے لئے جوش میں آئیں۔ اور اپنی ممکنہ طاقتوں سے اُنہوں نے کوشش کی کہ مرزا صاحب کو نیچا دکہائیں۔ مگر خدا جسکے ساتہہ ہو وہ ذلیل نہیں ہو سکتا غرض مرزا صاحب کو ہر میدان میں کامیابی ہوتی رہی۔ چونکہ آپنے صرف اس مقدمہ کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں اس لمبے سلسلے میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اول اول جو لوگ مرزا صاحب کے مخالف تہے۔ محمد حسین نے جو اسوقت ایک فریق مقدمہ ہے۔ مرزا صاحب کی تصدیق کی اور اپنے رسالجات میں اپنی ذاتی واقفیت اور علم کی بنا پر مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں راستباز اور خیر خواہ اسلام ثابت کیا۔ اور مخالف مولویوں کے حملوں اور اعتراضوں کا مبسوط جوابدیا۔ یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں بہی ظاہر کیا کہ یہہ شخص یعنے مرزا صاحب اور اُن کا خاندان ہمیشہ سے ارادتمند اور فرمانپذیر ہے بلکہ وہ خدمات اور خوشنودی سرکار کے پروانے بہی اپنے رسالے میں شایع کئے جو حضرت مرزا صاحب کے بزرگوں کو اُس امداد کی وجہہ سے جو اُنہوں نے عین طوفان بے تمیزی یعنے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں دی تہی ملے تہے۔ الغرض ایک عرصہ تک وہ اُن کا مصدق اور موید رہا۔ پہر بعض نفسانی خواہشوں کی وجہہ سے اُسنے مخالفت کی اور آجتک مخالفت کر رہا ہے مرزا صاحب چونکہ شروع سے ایک گوشہ نشین اور خلوت گزین آدمی ہیں۔ اُنہوں نے ان باتوں پر جو مخالفوں کی طرف سے

ہوتی رہیں ہمیشہ صبر کیا ہے۔ اس شخص نے جب مخالفت میں کامیابی نہ دیکہی اور دلایل و براہین سے غالب نہ آ سکا۔ تو پہر اپنی تحریروں میں ایسے الفاظ استعمال کیئے جو مرزا صاحب اور اُن کے دوستوں کی ازالہ حیثیت عرفی تک پہنچے۔ چونکہ اودہر سے کوئی کارروائی نہ تہی۔ اسلئے اور لوگوں کو شامل کر کے پہکڑ بازی کو حد تک پہنچایا۔ اور فحش حملے کیئے گئے قوم کو تو اسلئے بہڑکایا کہ یہہ شخص مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی ہے۔ اور کسی خونی مہدی کا منکر ہے۔ اور بہطور پر ایک فتوے طیار کرایا۔ جسمیں لکہا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں۔ اور ان کے مال و اسباب اور بیویاں چہین لیجا دیں وغیرہ وغیرہ اب آپ ہی خیال فرما دیں کہ اس سے اصل غرض کیا تہی۔ ادہر گورنمنٹ کو باوصفیکہ خود مقر تہا کہ یہہ شخص گورنمنٹ کا وفادار اور عقیدت کیش خاندان کا ممبر ہے۔ یہہ بتلایا کہ وہ باغی ہے یا کیا کچہہ؟ ان ساری اذیتوں اور تکلیفوں پر بہی صبر کیا گیا۔ آخر میری معرفت ہمارے دوستوں نے چاہا کہ مرزا صاحب سے کہا جاوے کہ مباہلہ (جو مسلمانوں کے نزدیک حق و باطل کا آلہی فیصلہ ہے جو ایک قسم کی دعا ہے) محمد حسین سے کریں۔ مرزا صاحب نے اپنے دوستوں کی اس درخواست کو منظور کیا اور فرمایا کہ محمد حسین سے منوالو۔ ہم طیار ہیں۔ غرض محمد حسین کو خطوط لکہے گئے۔ اور بذریعہ اخبار اطلاع دی گئی۔ آٹہہ سو روپیہ تک سچے کے لئے انعام تجویز کیا مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور کوئی جواب آیا تو ایک گندی گالیوں سے بہرا ہوا اشتہار۔ مرزا صاحب اگر چاہتے تو استغاثہ کر کے عدالت سے فیصلہ چاہتے۔ مگر اُنہوں نے خدا سے فیصلہ چاہا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! جہوٹے کو ذلیل کر۔ اگر میں جہوٹا ہوں تو مجہے ذلیل کر وغیرہ وغیرہ تو پہر اُن کو الہام ہوا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ یعنے ظالم نے مظلوم کو جس قسم کی بدی پہنچائی ہے۔ اُسی قسم کی ذلت پہنچیگی۔ غرض یہہ لفظ صاف ہیں سب سے اول محمد حسین نے مرزا صاحب کی تذلیل یوں کی تہی کہ یہہ شخص جاہل ہے۔ اور علوم عربیہ سے ناواقف ہے۔ گو اسکے بعد مرزا صاحب نے متعدد کتابیں نظم و نثر عربی میں لکہیں۔ مگر ان الہامات میں التعجیلا کہ الیٰ بہی ایک الہام تہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک عالم آدمی جو اپنے علم و فضل پر نازاں اور غرہ ہو۔ اگر ایسی غلطی کہائے۔ جو ایک معمولی طالب علم بہی نہ کر سکے تو اسکی کتنی بڑی ذلت ہے۔ اسپر افسر موصوف نے فرمایا بالکل ٹہیک ہے

ہم نے اسپر کہا کہ التعجب لامری کا الہام جب شایع ہوا تو محمد حسین نے یہہ اعتراض کیا کہ دیکھو خدا کا الہام بہی غلط ہوتا ہے التعجب من امری چاہیئے - اور اس غلطی کو بڑے شد و مد سے بیان کیا گیا۔ اسپر جناب مرزا صاحب نے فی الفور بذریعہ اشتہار قواعد نحو کی رُو سے اور اہل زبان کے کلام سے ثابت کیا کہ لِ جو التعجب کا صلہ ہے فصیح ہے۔ مِن فصیح نہیں۔ چنانچہ حماسہ مشہور شاعر کے پانچ شعر اور نحو کی کتابوں کی مثالوں سے - اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حدیث اسلام سے ثابت کیا - اور ایک مبسوط اشتہار نوحہ خلت کے عنوان سے شایع کیا اور ثابت کیا کہ یہہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ اب آپ خیال فرماویں کہ کیا یہہ جزاء سیئۃ بمثلہا ہے یا نہیں؟

(افسر پولیس) ہاں ہے۔

(ایڈیٹر) - پہر اس شخص نے سب سے بڑا زور مرزا صاحب کے فتوے کفر کی طیاری میں لگایا تہا۔ چنانچہ شمالی ہندوستان میں پہر تا رہا۔ اور فتوے کفر کو طیار کرایا - گو غیر مقلدین پر پہلے سے کفر کا فتوے لے تہا۔ مگر اب اس رنگ میں بہی اس کو ذلت پہنچتی تہی۔ چنانچہ محمد حسین کی ایک انگریزی فہرست جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو اسنے وکٹوریہ پریس لاہور میں طبع کرائی۔ کسیطرح مسلمانوں کو مل گئی - جس میں گورنمنٹ کے سامنے اپنی خدمات کا اظہار کیا ہے - اور اپنے رسالہ کے حوالجات دیئے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے ایک یہہ بہی ہے کہ مہدی کے آنے کے خیال کو غلط ثابت کیا ہے۔ (لفظ اور ہوں گے مطلب یہی ہے) حالانکہ اپنے آپکو طبقۂ اہل حدیث کا سرگروہ بتلاتا ہے - اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے - اور اہل حدیث اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے وہ خلیفہ مہدی کے قائل ہیں کہ وہ آئے گا۔ بلکہ اسی بنا پر مرزا صاحب پر کفر کا فتوے دیا گیا۔ القصہ وہ تحریر مرزا صاحب کے پاس پہنچی - جسپر انہوں نے استفتا رتیار کیا۔ اور اُن عالموں سے ہی فتوےٰ حاصل کیا - جنہوں پہلے مرزا صاحب کو کافر ٹھہرایا تہا سانہوں نے اُسکے حق میں بہی وہی فیصلہ دیا۔ چنانچہ وہ فتوے یہہ ہیں۔ (فتوے دکہایا گیا) یہانتک کہ آپ دیکھتے ہیں نذیر حسین جو اسکا اُستاد اور شیخ الکل کہلاتا ہے - آپ دیکھیے اُسکے دستخط بہی موجود ہیں

اس ذلت سے یہہ پیشینگوئی بالکل پوری ہوگئی۔ یہہ بات گورنمنٹ خود سمجھ لیگی کہ اس شخص کا وجود کیسا ہے۔ ایک طرف تو مہدی بننے والے کو کافر ٹھہراتا ہے - اور اُن مولویوں اور لوگوں کا امام اور سرگروہ بنتا ہے جو مہدی کے آنے کے منتظر ہیں کہ وہ آکر لڑائیاں کریگا - دوسری طرف گورنمنٹ کو جتلاتا ہے کہ میں نے اس عقیدہ کو باطل ثابت کیا ہے - یہہ کیسی خطرناک بات ہے - اور ہم کو ان باتوں سے کیا - خود زمانہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ حق پر کون ہے - نفاق اور مداہنت سے آدمی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

(افسر پولیس) یہہ فتوے مکمل چہپ جاوے - تو مجہے ضرور بہیجدیا جاوے

(ایڈیٹر) بہت بہتر!

اسکے بعد ہم افسر مذکور سے رخصت ہوکر آگئے - اور مولوی صاحب سے اُن کا انٹروڈیوس کرایا اور پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ گاڑی بہی آپہنچی تہی۔ اُن عمائد اور مقامی حکام سے جن سے کہ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے گفتگو کی تہی۔ محمد حسین نے بہی باین خیال کہ مبادا کوئی یہہ نہ سمجہ لے کہ انکو کسی نے پوچہا نہیں - اُن سے گفتگو کی - اور یوں کہا کہ اسنے ۳۰۲ علماء اسلام اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تہا - مگر انہوں نے قسم نہ کہائی۔ نہیں تو اُن کا بہی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے پستول کے لئے درخواست دی ہے - اور جس روز لاٹ صاحب گورداسپور میں تہے۔ میں یہاں آیا تہا - اور درخواست دے گیا تہا۔ کمشنر صاحب سے بہی اسی لیئے ملا تہا کیونکہ میں پہرتا رہتا ہوں - کبہی لاہور - کبہی بٹالہ کبہی لودہیانہ - کبہی شملہ - اسلئے کل پنجاب کے لئے اگر لائیسنس لینا ہو تو صاحب کمشنر سے درخواست کی جاتی ہے۔ الخ

اُن عمائد اور حکام میں سے ایک نے جو پولیس کے عہدہ دار تہے محمد حسین سے کہا کہ ہاں میں نے بہی آپکو دیکہا تہا۔ جب آپ کمشنر سے ملے تہے۔ محمد حسین نے کہا - ہاں!!!

(عہدہ دار پولیس) کیا آپکے بہی مرید ہیں؟

(محمد حسین) یہہ سلسلہ تو اُن کا ہے میرے مُرید نہیں - میں تو واعظ اسلام ہوں اور اسی لیئے پہرتا رہتا ہوں۔

چونکہ ہم بہی اُسی مجمع میں تہے - گو محمد حسین نے جہینپتے اور جہجکتے ہوئے یہہ لفظ نکالے - مگر کہا کہ میں واعظ اسلام ہوں۔

اسپر ہمنے نوٹ بک نکال کر اس فقرہ کو نوٹ کیا - تو عہدہ دار مذکور نے جو ہم سے واقف نہ تہا کہا۔ کیا نوٹ کیا ہے؟

(ایک شخص) یہہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں - ایڈیٹروں کا یہی کام ہے۔

(عہدہ دار پولیس) آپ کا کونسا اخبار ہے اور کہاں سے نکلتا ہے؟

(ہم) اخبار "الحکم" جو قادیان سے نکلتا ہے اس اخبار کے ساتھ مرزا صاحب کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں - نہ وہ مینیجر ہیں نہ ایڈیٹر - نہ مالک۔ یہہ اخبار پہلے امرتسر سے نکلتا تہا۔ اور میں عرصہ سے جرنلسٹک لاین (اخبار نویسی کے سلسلہ) میں کام کرتا ہوں محمد حسین مجہے خوب جانتا ہے۔

(عہدہ دار پولیس) کیا یہہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کا پیری مریدی کا سلسلہ ہے؟

(ہم) بیشک! یہہ سچ ہے - مرزا صاحب کے مرید ہیں - اور وہ ایسے واعظ اسلام نہیں جو در بدر مارے پہریں - (اسپر ایک فرمایشی قہقہہ لگا) - اسی اثنا میں کوئی امرتسری جو محمد حسین کا رفیق ہے - بولا - اوہو! یہہ ضرورت کے لئے ہے - مرزا صاحب کو جب گہر بیٹہے سب کچہہ ملجاوے اُن کو باہر نکلنے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم نے کہا یہی تو خدا کا فضل ہے۔ پہر اُسی سلسلہ میں ہمنے کہا کہ مرزا صاحب کے مُرید کوئی معمولی آدمی نہیں بڑے بڑے عالم - وکیل - تعلیم یافتہ - ایم اے - بی اے - ڈاکٹر گورنمنٹ عالیہ کے معتمد عہدہ دار - اکسٹرا اسسٹنٹ تحصیلدار وغیرہ - اور بڑے بڑے رئیس۔

ابہی یہہ تقریر ختم نہ ہی ہوئی تہی کہ گاڑی نے روانگی کا وسل دیا اور ہم دوڑ کر سوار ہوگئے۔

الاصیل سے حاصل کی۔ شاعری اور انشا پردازی میں اُسکو خاص ملکہ حاصل تھا۔ اور اسی بنیاد پر وہ غرناطہ کے گورنر ابوسعید عثمان بن عبد المومن کا سکریٹری ہو گیا تھا۔ پھر ایک خاص سبب سے جسکو ہم آگے چلکر بیان کریں گے ملازمت کو ترک کیا اور حج کا ارادہ کیا۔ وزیر لسان الدین بن الخطیب نے لکھا ہے کہ اس کے اور اس کے چند ہمعصر ادیبوں اور انشا پردازوں کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی اس سے اسکی کمال انشا پردازی اور شاعری کا ہمکو اقرار کرنا پڑتا ہے۔

ابن جبیر کو شاعری اور انشا پردازی کے علاوہ حدیث میں جو توغل تھا اس کا اندازہ اس بات ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کی تکمیل کے لئے ہزاروں میل خشکی اور تری کا سفر کیا۔ ہم اس کے شیوخ اور تلامذہ کے نام آگے چلکر گنوائیں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسکو فلسفہ اور طبیعات سے نفرت تھی۔ چنانچہ ہم اس مقام پر اُس کے چند اشعار اس مضمون کے نقل کرتے ہیں [۱]

قد ظهرت فی عصرنا فرقة ظهورها شؤم علی العصر
لا تقتدی فی الدین الا بما سن ابن سینا و ابو نصر

یعنے ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جو زمانہ کے لئے منحوس ہے۔ اس فرقہ کے لوگ دین میں ابن سینا اور ابو نصر فارابی کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔

ضلت بافعالها الشنیعة طائفة من هدی الشریعة
لیست تری فاعلا حکیما تفعل شیئا سوی الطبیعة

یعنے ایک گروہ ہے جو اپنی بدکاریوں کے سبب سے شریعت کی سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ اس گروہ کے لوگ طبیعت یعنے نیچر کے سوا کسی فاعل حکیم کے قائل نہیں ہیں جو دنیا میں ذرا بھی دخل دیسکے۔

اس میں شک نہیں کہ ابن جبیر کو فلسفہ اور طبیعات سے جو نفرت تھی اس کا باعث یہ تھا کہ اس زمانہ میں افریقہ کے شمال اور اندلس کے مشرق میں مرابطین کی حکومت پھیل گئی تھی اور انکو فلسفہ اور طبیعات کے پڑھنے والوں سے خاص عداوت تھی۔ منصور اور مامون جو اس خاندان کے نامور فرمانروا ہوئے انھوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر فلسفیوں اور حکیموں کو قتل کیا یا قید کیا یا جلاوطن کر دیا اُس زمانہ سے ملک اندلس سے فلسفہ اور اہل فلسفہ کا نام ونشان مٹ گیا۔ اور جو لوگ بچے کھچے رہ گئے وہ اُس کی خفیہ تعلیم دیتے تھے۔ مگر یہ جرأت کرنی بہی خطرناک تھی۔ اس لئے عام طور پر فقہ وحدیث اور ادب کا چرچا باقی رہگیا تھا۔

اسکی شادی وزیر ابوجعفر الوتشی کی بیٹی عائکہ سے ہوئی۔ جسکی کنیت ام المجد تھی۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتا تھا۔ اور جب سبتہ میں جو شمالی افریقہ کا بندرگاہ ہے اس نے وفات پائی تو ابن جبیر کے دل پر نہایت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے کئی مرثیے لکھے۔ پھر حج کے ارادہ سے مکہ کو چلا گیا۔ مصر میں پہونچکر اُس نے ابن الخطیب کو جو سبتہ میں قاضی ہوکر آیا تھا یہ اشعار لکھے [۲]

بسبتة لی سکن فی الثری۔ وخل کریم الیها اتی
فلو استطیع رکبت الهوا۔ فزرت بها الحی والمیتا

یعنے سبتہ میں میرا ایک دوست زمین میں دفن ہے اور ایک بزرگ دوست اسمیں آیا ہے۔ اگر میرا قابو چلتا تو ہوا پر سوار ہوتا اور سبتہ میں ایک زندہ اور ایک مردہ کی زیارت کرتا۔

ابن جبیر جسطرح اپنے گھر والوں کے ساتھ محبت سے پیش آتا تھا اسی طرح وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اخلاق اور مروت کا برتاؤ کرتا تھا۔ اور اُنکی مطلب برآری سے خوش ہوتا تھا۔ علامہ مقری نے نفح الطیب میں مصنف کتاب ملتمس کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے کہ میری بڑی آرزو تھی کہ غرناطہ کا قاضی ابو محمد عبد المنعم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے۔ میں نے ابن جبیر سے سفارش کرائی اور شادی ہو گئی۔ مگر چند روز کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں ایسی ناچاقی ہوئی کہ میں طلاق دینے پر مجبور ہوا۔ میں نے اس کام کے لئے بھی ابن جبیر کو تکلیف دی کہ وہ قاضی سے کہہ سنکر میری نجات کرا دیں۔ ابن جبیر نے کہا میری غرض تم دونوں کے نکاح سے سوائے اسکے کچھ نہ تھی کہ میں تمہاری رضامندی حاصل کروں اور اب تم دونوں میں جدائی کرانا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن چونکہ تم اسی میں خوش ہو اس لئے میں اس کام میں بھی کوشش کرونگا۔ یہ کہکر وہ گھر سے باہر نکلے اور قاضی سے کہہ سنکر فیصلہ کرا دیا میں نے دونوں دفعہ ابن جبیر کے چہرے پر غور کیا تو اسپر کوئی علامت احسان جتانے یا ناگوار گذرنے کی نہیں پائی اس کام سے فراغت پاکر وہ میرے مکان پر آئے اور دروازہ کھٹکایا۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گھر میں چلے آئے اور ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے میرے سامنے رکھدی اور کہا بھائی اس شادی کا باعث میں ہی ہوا تھا اور مجھکو ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اس شادی میں تم کو اتنے ہی مال کا خسارہ ہوا ہوگا جتنا کہ اس تھیلی میں ہے۔ اگر تم اسکو قبول کرو تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔ میں نے کہا جناب میں آپ سے اس بات کے کہنے میں ذرا شرم نہ کرونگا کہ اگر میں اس روپیہ کو قبول کرتا ہوں تو مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح برباد ہو جائے گا جس طرح میں نے اپنے باپ کا ترکہ جوانی میں غارت کیا۔ میں نے صاف صاف کہدیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس کے بعد آپ اصرار نہیں کریں گے۔ ابن جبیر میری بات سنکر مسکرائے اور یہ کہکر اٹھہ کھڑے ہوئے کہ تمہیں احسان سے بچنے کے لئے اچھا حیلہ ہاتھہ آیا۔ فقط [۳]

---

[۱] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۱۶۔

[۲] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۳۔

[۳] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱۔

خطبہ (موعظت)

نمبر ۲

جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد امین وآلہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون۔ قالوا ءانک لانت یوسف قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ قالوا تاللہ لقد آثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین۔ قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین۔

یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کیا تمکو معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا کرتوت کی تہی جبکہ تم اسکی عظمت کو نہیں پہچانتے تہے اور تمہیں اس کا انجام معلوم نہ تھا؟ انھوں نے کہا ایں! کیا تو یوسف ہے؟ یوسف نے جواب دیا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالے نے ہم پر احسان کیا ہے (اور یہ کوئی نرالی اور انوکھی بات نہیں) اسکی سنت اور عادت یونہی ہے کہ وہ صبر کرنے والے اور متقی پر احسان کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ اُس کا پختہ قانون ہے کہ وہ محسنوں کے اجر کو ضایع نہیں کرتا۔ اس آیت میں غور کرنی چاہیے ایک طرف تو ایک چھوٹا بھولا بھالا بچہ ہے اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو نحن عصبہ کہتے ہیں یعنی جنکو اپنی طاقت وقوت پر بھروسا ہے اور اپنی پرشوکت جماعت کے اتحاد باہمی پر ناز ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے ایک ضعیف اور مسکین بچہ۔ ناتوان بچہ۔ اس متکبر رعونت والی جماعت کو کیسی ذلت کا روز بد دکھاتا ہے۔ وہ کیا بات ہے کہ ایک ناتوان اور بے کس بچہ تو عزت اور عظمت اور جلال کی کرسی پر بیٹھتا ہے اور اسکو معدوم اور تباہ کرنے والی رعونت مجسم جماعت نحن عصبہ کہنے والا گروہ ذلت کا لباس پہنکر اُسی کے سامنے آتا ہے۔ خدا تعالے نے کیوں اس بچہ کی مدد کی اور جماعت کو ذلیل کیا؟ بے شک یہہ امر غور کرنے کے قابل اور فکر کے لایق ہے۔

اُن حاسدوں نے جو آج ذلیل ہوکر یوسف کے سامنے کھڑے ہیں اس معصوم اور بے خبر بچے میں کیا قصور دیکہا تھا؟ وہ کونسا جرم اور کاٹ دینے والا گناہ تہا جو اس بھولے بچے سے سرزد ہوا کہ انھوں نے اُسکی ہلاکت کا زبردست اور خطرناک منصوبہ گانٹھا؟ کوئی تاریخ بتلا نہیں سکتی کہ وہ کوئی مقصور تہا۔ ہاں صادق تاریخ خدا کی بے عیب کتاب میں ان کا اپنا اعتراف اور اقرار موجود ہے کہ وہ اسکے جرم کو ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں کہ احب الی ابینا منا یعنے ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ بہاتا اور پیارا لگتا ہے۔ بس یہی بڑا جرم تہا کہ باپ اُسکو پیار کرتا تہا۔ خدا تعالے کی عزیز اور حکیم کتاب میں جو یہ واقعات درج ہیں اس لئے نہیں کہ وہ کوئی قصہ کہانی ہے نہیں نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر ایک شخص ان واقعات پر غور کرکے خدا تعالے اُس عادت مستمرہ کو سمجھ لے جو راستبازوں اور اُسکے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کیونکر خدا کا محبوب اور مقبول بندہ جسے وہ پیار کرتا ہے دشمن کوتاہ بین کی نظر میں کانٹا سا کھٹکنے لگتا ہے چنانچہ اس مقام پر یوسف کا کوئی گناہ نہیں جس پر اس کے بہائی اُسکو وہ جانکاہ صدمہ پہونچاتے میں برسر حق ہوں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ باپ کا عزیز اور چہیتا ہے۔ اور خود بہائی مانتے ہیں کہ وہ ہماری نسبت عزیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب کے لئے ضرور ہے کہ ابتداءً وہ حاسدوں اور بدخواہوں کی نظر میں کھٹکے اور اُنکے بُرے اور ناپاک منصوبوں کا آماجگاہ ہو۔ اس فقرہ نے دکھا دیا کہ راستبازوں اور مامورین کا یہی تصور ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ احب الی ابینا منا میں غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان الفاظ ہی میں اُن ناعاقبت اندیشوں کے ملزم کرنے کی مدلل اور موجہ وجہ موجود ہے۔ باپ کا ایک کو چن لینا اور کنار محبت وایثار میں پرورش کرنا اُنکے لئے قرینہ مرجحہ اور حجت قویہ تہی کہ وہ اس ایثار کو عزت ووقعت کی نگاہ سے دیکھتے اور سر تسلیم اسکے آگے نواتے۔ اس لئے کہ باپ یعقوب سا باپ تہا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وجود میں ایک راست باز بے غرض لوث دنیا سے پاک اور صادق امین انکو نظر آتا یا آنا چاہیے تہا۔ کیا ہم اس بات کے یقین کرنے کی کوئی کوئی وجہ پاتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کو خودغرض مکار بے تمیز اعتقاد کرتے تہے۔ کس قدر ضرور اور حق تہا کہ وہ معًا اپنے نفسوں میں گمان کرتے کہ باپ کے ایثار میں لازمًا اسباب اور اسرار ہونگے اور ایسے باریک در باریک مصالح ہونگے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ پر نادانوں نے ہوائے نفس کو ایثار پر مقدم کرلیا۔ احب الی ابینا منا کے الفاظ خدا نے اُنکے مونہہ سے نکلوا کر ایک وجہ بتادی ہے کہ کیوں راست باز اور محبوب خدا کے دشمن مورد الزام ہوسکتے ہیں۔ اس علیم وحکیم خدا کے کلام میں ایسا نظام ہے کہ کوئی لفظ اور جملہ حکیمانہ باتوں سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یوسف کو پیار کے لئے انتخاب کرلینا قطع نظر اور دلائل اور بینات کے جو اُسوقت کچھ بھی نہوں اور نہ تھے یوسف کی ہزار خوبی کے بیان کرنے کا ناطق وکیل ہے۔ مگر بہرحال کوئی جمال کوئی ادا ظاہری تو وہ بھی دیکھ سکتے تہے اور قائل بھی ہوں گے جو خود ان میں موجود نہ تہی۔ یہ ایک بدیہی بات تہی۔ عرب میں ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اظہار کیا تو احمقوں نے ظاہر حالت کو دیکھکر کہا۔ لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ یعنے کیا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہ گیا تہا کہ اُسپر قرآن نازل ہوتا۔ یہ تو چاہیے تہا کہ مکہ یا طائف کے کسی عظیم الشان آدمی پر نازل ہوتا۔ یہ ایک بندھا ہوا قانون الہی ہے کہ جب جب کوئی مامور دنیا میں آتا اور وہ پکار پکار کے کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں تو ناخدا ترس اور کوتاہ نظر لوگ جلدی کرکے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر فلاں عزت واقتدار میں ممتاز ہے وہ مامور ہونا چاہیے تہا۔ جسطرح یوسف کی محبت کو بہائی اور ناعاقبت اندیش بہائی دیکھ نہیں سکتے تہے۔ عرب کے زندہ کرنے والے نہیں بلکہ کل دنیا کو زندہ کرنے والے ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی کو سنکر یا یوں کہو کہ محبوبیت کا خلعت ان پر دیکھ کر حاسد بہائیوں نے ویسا ہی شور مچایا۔ آج اس زمانہ میں بھی یوسف کے بہائیوں کے مثیل اور لولا انزل کہنے والوں کے ہم خیالوں کے پیٹ میں وہی حسد بل ڈالتا اور انہنے

والے راستباز کی مخالفت اور بیجا عداوت کے لئے ابھارتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ قادیان جیسے ایک گاؤں کا رہنے والا جہاں نہ توسیع معلومات کا ذریعہ نہ تبادلہ خیالات کے وسائل نہ مختلف علوم و فنون کے تذکرے ہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو خدا نے پیار کیا اور بہتوں سے چن کر مسیح موعود کے اعزاز سے ممتاز فرمایا۔ وہ یوسف کیطرح باپ کی نظروں میں عزیز اور پیارا سمجھا جانے لگا اور ہم جو نحن عصبہ کے مصداق ہیں اس اعزاز سے محروم ہیں۔ بہتیرے اخوان یوسف کی طرح حسد کی آگ سے پھنک کر چلے اور تجویز کرتے کہ کیوں مسیح موعود کا پیارا خطاب شیخ الکل کو نہ دیا گیا؟ کیوں مجددیت اور خلافت حقہ کی پگڑی کسی محمد حسین وغیرہ کے سر پر نہ رکھی گئی یہی ایک بات ہی جو انکو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ وہ نادان اتنا نہیں سوچتے کہ کیا خدا تعالے کا انتخاب کسی میونسپل کارپوریشن یا لوکل باڈی کا انتخاب ہی کہ بذریعہ ووٹ (رائے) کسی میر مجلس کو منتخب کرے؟ ایسا ہرگز نہیں وہ آسمان و زمین کا مالک کل جو پورا اقتدار اور اختیار اور معہ حکمت و علم کامل رکھتا ہے آسمان پر بدون کسی مشورہ اور صلاح کے اپنی ذاتی حکمت اور علم سے جسکو چاہتا ہے مجتبیٰ کرتا اور مصطفےٰ بنا کر خلافت کا تاج اسکے سر پر رکھدیتا ہے۔ پس اُس خدا کا منتخب کرنا انسانوں کے لئے کافی دلیل ہونی چاہیے تھی جیسے کہ یوسف کے بھائیوں کے لئے یہی بڑی حجت تھی کہ باپ نے یوسف کو چن لیا ہے وہ باپ جو اپنی راستبازی میں مشہور بیجا پاسداری اور ضد کے ناپاک صفات سے متصف نہ تھا۔ جس کا تجربہ وسیع۔ خیالات انجام بین تھے۔ خدا کا انتخاب اور اجتبیٰ یہی ہے کہ وہ منتخب شدہ برگزیدہ خود کہتا ہے کہ میں خدا تعالے کی طرف سے آیا ہوں۔ یوسف کا بھولا پن اُسکی خوبصورت ادا اور آن باریک نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ خبیر و بصیر خدا کا خلیفہ یعقوب تو شروع سے جانتا تھا مگر کیا وہ اس جمیل و شکیل بچہ کا حسن و جمال فوق العادہ کافی عذر خواہ نہ تھا کہ وہ مخالفت اور حسد بیجا کا نشانہ نہ بنایا جاوے میں مان لیتا ہوں کہ چودھویں صدی کے روحانی خلیفہ کے مجتبیٰ اور منتخب ہونے پر اگر مخالف تیز نگاہ نہیں رکھتا۔ بصیرت کی آنکھ سے دلائل کو نہیں دیکھ سکتا اور بیجا حسد اور عداوت نے اسکی آنکھوں کا نور چھین لیا ہے تو کیا اُسکا پاک چال چلن۔ اُس کا خیرخواہ دین ہونا۔ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سچی غیرت۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ناصحانہ دلسوزی اور ہمدردی اور ان سب پر قبل از دعوی مسیح موعود براہین احمدیہ کا مولف ہونا کیا یہ شکل یہ آن بان کافی دلیل اور سچا وکیل نہ تھی کہ اُسکی تکذیب سے مونہہ بند کیا جاتا جیسے یوسف کا جمال اسکے باپ کی نظروں میں عزیز ہونے کی دلیل روشن اور قرینہ قویہ تھا۔ اسی طرح براہین احمدیہ کے مولف کا جانی۔ مالی۔ لسانی اور حالی طور سے خیرخواہ دین اور ناصر اسلام ہونا تو راس المخالفین اپنے مونہہ سے مان چکا تھا خود اُسکے ہی الفاظ اور اسکے مونہہ کی باتیں اسکے ملزم کرنے کو حجت قوی اور قرینہ قویہ ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ اب کوئی عذر باقی نہیں رہا حجت تمام ہو چکی۔ احمق نادان کہتا ہے کہ ایسے اختلافات والتباسات ہیں کہ بالکل ظلمت ہے اور حق و باطل مخلوط ہے حق کو کیونکر تمیز کریں؟ یہ بالکل غلط بات ہی۔ خدا تعالےٰ جو حق کا حامی اور معاون ہے اور جو بالطبع چاہتا ہے کہ حق بلند ہو کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ التباس ہو۔ معمولی سکوں کے لئے تو معیار ہوں اور کھوٹے کھرے سونے اور ملمع چیزوں کے پرکھ کے لئے کسوٹیاں موجود ہوں اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے کوئی بھی معیار نہ ہو اور سچائی کے لئے ہاں روحانی باتوں کے لئے جو انسانی زندگی کی غایت اور مقصود ہیں کوئی معیار نہ ہو۔ دوستو یاد رکھو! ہماری فراستوں نے مغالطہ نہیں کھایا اس سے قبل ہزاروں ہزار عالموں کو ہم نے دیکھا کسی کی نسبت ہمارا نیک گمان تھا اور کسی کا ہماری نسبت حسن ظن تھا۔ کسی کے ہم مرید تھے اور کوئی ہمکو پیشوا سمجھتا تھا پھر کس بات نے علی وجہ البصیرۃ ہمکو بتلا دیا کہ یہ مسیح موعود کا دعوی کرنے والا مجدد اپنے دعوے میں سچا ہے اور ضرور ضرور خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے؟

کیا اگر کوئی ما بہ الامتیاز اور معیار نہیں تو یہ سب کے سب لوگ جنہیں بڑے بڑے عالم نکتہ رس فاضل شامل ہیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور مشار الیہ ہیں نابینا ہیں؟ ایسا نہیں اگر ان خدمات کو جو اُس نے اسلام اور اہل اسلام کی بھی خواہی اور غیرت کے جوش میں کی ہیں جنکا اعتراف یوسف کے بھائیوں مخالفوں کو بھی ہے چھوڑ دیا جاوے تو اسکے علاوہ ایک اور عظیم الشان قرینہ اور حجت ہے جس سے راستباز کی صداقت اور سچائی کا پتہ لگ جاتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد کہ قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ کوئی سمجھ کے آدمیکا امیوں اور سطحی خیالات والوں تک کو مان لینے پر مجبور کر دیتا ہے **ناعاقبت اندیشو!** سوچو تو سہی اب دعوی ہوا ہوی ہے کیا اب ہم نے افترا کیا ہے؟ اس سے پیشتر چالیس برس تک جو عمر کا ایک بڑا حصہ ہے اور جذبات اور نفسانی جوشوں کا زمانہ ہے اور فی الحقیقت جوش شباب ہر قسم کے عہد و پیمان راستی کا رہزن ہوتا ہے الا ماشاء اللہ کا زمانہ ہی اور تمہارے نزدیک ہیں بالاتفاق **آمین** اور **مامون** ثابت ہوا تو کیا اب اس آخری حصہ زندگی میں جبکہ عادتاً نفسانی جذبات اور جوش کم ہو چکتے ہیں مفتریانہ زندگی بسر کر دیگا قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی یہ دلیل ایک مسکت دلیل ہے اُن لوگوں کے لئے جو گردیش کی زندگی جانتے ہیں اور اس بات کا علی رؤس الاشہاد رسالوں اور اشتہاروں میں اقرار کر چکے ہیں کہ ہم **مولف براہین احمدیہ کے حالات سے جسقدر واقف ہیں** اور کوئی کم ہوگا۔ باوجود ایسے اقراروں اور اعترافوں کے پھر بھی اُسکو **مفتری** اور **کذاب** کہنا کیا اپنے ہی افترا اور کذب کا پتہ دینا نہیں ہے؟ کیا وہ جو اپنی زندگی ایچا پیچیوں سے بسر کرتا ہے؟ ذرا سی بات پر آپے سے نکل جاتا اور پاؤں سے اُکھڑ جاتا غصہ اور غیظ کی آگ میں جلتا اور اندر ہی اندر ابلتا ہے ذرا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس قابل نہیں **مسیح موعود** ہو سکوں؟ پھر جبکہ وہ موعودیت کے مدعی کے حالات سے واقفیت تامہ کا اظہار کر چکا اور خدمات متعلقہ خیرخواہی اسلام کا اعتراف اور اعلان کر چکا اب اس دعوی مسیح موعود پر **مفتری** کا شور مچانا کون سی دانشمندی تھی اس میں شک نہیں کہ یہ دعوی کہ میں خلیفہ ہو کر آیا ہوں میں مسیح کے نام سے آیا ہوں ایک نظری بات تھی مگر اُس کا عام **چال چلن** اور اسکی **مالی جانی لسانی حالی** مسلمہ خدمات

مشاہیر اسلام کے سفرنامے

حضرت ابن جُبیر کا سفرنامہ

یہ امر تمام قوموں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ اور اس سیر و سیاحت کی بہت جماعت میں زیادہ تعداد ان بزرگوں کی ہے جنکی غرض سیر و سیاحت سے علم کا حاصل کرنا یا اصلاح نفس ہوتی تھی۔ اور تمام علوم سے مقصد علم دین تھا اور باقی علوم صرف اس دنیا اور آخرت میں مستحق اور عزیز کردینے والے علم کے مکمل کرنے کی غرض سے پڑھے جاتے تھے۔ جہاں کسی علم کا ماہر سن پاتے صرف سچی ارادت اور خالص طلب کو ساتھ لیکر چل دیتے۔ آگے پڑھانے والے بھی ایسے کہ ماں باپ سے زیادہ ہمدرد اور زیادہ غمخوار اور اس بات کے بہت بڑے حریص کہ اگر ان کا بس چلے تو بنی نوع میں سے کسی کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے نصیب نہ رہنے دیں۔ ایسے متعلموں اور معلموں کی خالص نیتوں کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ متعلم اپنے اور اپنے بعد کے زمانے کے لوگوں کے علم اور عمل دونوں باتوں میں امام اور مستند بنتے تھے۔ برخلاف زمانہ حال کہ اول تو علم کا شوق ہی جاتا رہا۔ اگر ہے تو صرف انگریزی علوم کا جس کے اخراجات اسکی تعلیم گاہوں کے بہت ہونے اور کثیر المصرف ہونے کی وجہ سے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ غریب اور اوسط درجہ کے لوگ تو اسکو حاصل کر ہی نہیں سکتے اور وہ بھی اپنی ذات کے واسطے اور محض دنیا کے واسطے۔ لیکن علم دین کے حاصل کرنے کے واسطے جنکی تعلیم گاہیں بھی قریب اور صرف بھی قلیل تقریباً بالکل کوشش نہیں کرتے بلکہ بالکل بے فکر اور بے پروا ہیں۔ اے بزرگوں اور دوستوں کی پیاری اولاد! علوم انگریزی کے ساتھ تمہاری ایسی محبت اور ایسی دل چسپی اور علم دین کی طرف سے ایسی بے پروائی اور بے فکری تمہارے لئے یادرکھو خیر کا باعث نہیں ہے بلکہ سخت خطرے اور اندیشے کا باعث ہے اور اس خطرے اور اندیشے کے پیدا ہونے کا زمانہ اور وقت کوئی بعید نہیں۔ کسی سچے خیرخواہ نے کیسا اچھا کہا۔ بروز حشر شود ہمچو روز معلومت ۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور۔

ناظرین کی عبرت کے واسطے حضرت ابن جبیر کا سفرنامہ جو رسالہ معارف میں درج کیا گیا ہے نقل کیا جاتا ہے۔

ابن جبیر کا نام محمد اور کنیت ابوالحسین ہے۔ مورخ لسان الدین ابن الخطیب نے احاطہ بما تیسر من تاریخ غرناطہ میں اس سلسلہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ محمد بن احمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن عبد السلام بن جبیر الکنانی مگر علامہ مقریزی نے مصر کی تاریخ المقفی میں یہ سلسلہ درج کیا ہے۔ محمد بن احمد بن جبیر بن محمد بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن سعید بن جبیر بن محمد بن مروان بن عبد السلام بن مروان بن عبد السلام بن جبیر الکنانی۔ پہلے سلسلہ سے ابن جبیر بن عبد السلام بن جبیر الکنانی کی نویں پشت میں اور دوسرے سلسلہ سے سولھویں پشت میں قرار پاتا ہے۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے کہ وہ اسی عبد السلام بن الکنانی کی اولاد میں ہے جو اسکے آباواجداد میں سب سے پہلے ملک اندلس میں داخل ہوا تھا۔ لسان الدین ابن الخطیب نے عبد السلام کی نسبت تصریح کی ہے کہ وہ ۱۲۳ سنہ ہجری میں بلج بن بشر القشیری کی فوج کے ساتھ جو بنو امیہ کی طرف سے اندلس کا گورنر تھا اسپین میں آیا اور شذونہ میں اترا۔ اندلس کے فتح ہونے کے بعد عرب کے بہت سی قبائل اطراف ملک میں پھیل گئے تھے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو کنانہ کے اکثر لوگ طلیطلہ اور اس کے نواح میں آکر آباد ہوئے تھے۔ انہیں سے قاضی ابوالولید اور وزیر ابوجعفر اور ابن جبیر اس قبیلہ کے مشہور اعیان اور علما میں شمار ہوتے ہیں[1]۔

ابن حزم کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابن جبیر کے اسلاف بھی طلیطلہ یا اس کے نواح میں کبھی آباد ہوئے تھے۔ اس لئے ہم ابن خطیب کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ابن جبیر کو بعض مورخوں نے بلنسی الاصل لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ولادت بلنسیہ میں ہوئی تھی۔ اور مقریزی نے تو صاف یہ لکھدیا ہے کہ وہ بلنسیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی مقریزی نے اور دوسرے مورخوں نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ "ابن جبیر نے اپنے باپ احمد بن جبیر سے فن حدیث شاطبہ میں حاصل کیا ہے"۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جبیر کے بزرگ پہلے شذونہ میں پھر بلنسیہ میں اور پھر شاطبہ میں آباد ہوئے۔ شاطبہ صوبہ بلنسیہ کا ایک شہر ہے جو بلنسیہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ابن جبیر کے باپ احمد بن جبیر نے بلنسیہ کو چھوڑ کر اسی شہر میں سکونت اختیار کی تھی اور یہاں کے رئیسوں اور عالموں میں شمار ہوتا تھا[2]۔

ابن جبیر کی ولادت بلنسیہ میں جو اسپین کے مشرق میں سمندر کے کنارے پر واقع ہے سنہ ۵۴۰ھ میں ہوئی اور جب اس کا باپ بلنسیہ کو چھوڑ کر شاطبہ میں آیا تو اسکو اپنے ساتھ لے آیا ہوگا۔ ابن جبیر نے اس شہر میں فن حدیث اپنے باپ سے حاصل کیا۔ اس وقت شاطبہ زیبائی اور خوشنمائی اور آب و ہوا کی لطافت کے لحاظ سے مشہور تھا ایک شاعر کہتا ہے[3]

نعم ملقی الرحل شاطبة ۔ لفتی طالت به الرحل
بلدة اوقاتها سحر ۔ وصبا فی ذیله بلل
ونسیم عرفه ارج ۔ ورباض غصنها ثمل
ووجوه کلها غرر ۔ وکلام کله مثل

یعنے جوان آدمی کے ٹھہرنے کے لئے جس کو سفر کرتے مدت گذر گئی ہو شاطبہ نہایت عمدہ مقام ہے۔ وہ ایک ایسا شہر ہے جس میں ہر وقت صبح کا وقت ہوتا ہے اور صبا کا دامن تر رہتا ہے۔ نسیم خوشبو آمیز چلتی ہے اور باغوں میں درختوں کی شاخیں مستانہ جھومتی ہیں۔ تمام لوگوں کے چہرے چمکتے ہیں اور انکی بات بات ضرب المثل ہے۔

باوجود اس کے ابن جبیر نے غرناطہ میں رہنا پسند کیا اور اسکو شاطبہ پر ترجیح دی کیونکہ اسوقت غرناطہ علم و فضل کا مرکز تھا اور اس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء رہتے تھے اور منظر کی خوبی و خوشنمائی کے لحاظ سے تو شاطبہ کو اس سے کچھ نسبت نہیں تھی۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے[4]

غرناطة ما لها نظیر ۔ ما مصر ما الشام ما العراق
ما هی الا العروس تجلی ۔ وتلك بالجملة الصداق

یعنے غرناطہ کے ساتھ کوئی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا نہ مصر نہ شام نہ عراق۔ وہ ایک دلھن ہے جو منظر عام میں جلوہ افروز ہے اور یہ تمام ملک اسکی رونمائی کی نذر ہیں

غالباً یہیں رہکر اس نے قرات حدیث فقہ ادب اور شاعری میں کمال پیدا کیا۔ فن قرات ابوالحسن بن ابی العیش سے۔ عربیت اور ادب ابوالحجاج بن یسعون سے۔ حدیث اور فقہ ابو عبد اللہ بن عروس اور ابو عبد اللہ

[1] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۱۸۵۔

[2] نفح الطیب مطبوعہ یورپ جلد اول صفحہ ۷۹۲۔
[3] 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۱۱۴۔
[4] 〃 〃 〃 〃 صفحہ ۹۴۔

(نمبر ۱۱)

صفحونکی ترتیب میں غلطی ہوگئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کر کر آپکو معلوم ہو کہ اس وقت اُس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتویٰ کو نظر کر کے جو آپ نے ۱۵ر شعبان ۱۳۱۶ کو استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آئندہ اُس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کارروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہانتک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہونچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد جعفر زٹلی نام کو بھی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بیجا تہمتوں کا کمال تک پہونچگیا اور ہر ایک طرح سے میری بےعزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اُسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اسلئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کارروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اسطرح سے ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کیطرف سے اس میموریل کا صرف اسقدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دئے اور اسپر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کیلئے بھیجے اور ہمارے دلکو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بداثر کا اندیشہ تھا اسلئے میں نے اُن فتنوں کو روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کیطور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے ایک اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اُسکو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس فریق ظالم کیطرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہونچی ہے اُسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہونچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہوگئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اُس شخص کو ذلت پہونچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اُسکو پہونچیگی جو اُس نے پہونچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہوگیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شائع کرنیکے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اُس نے محض دروغگوئی کی رو سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنیکا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور اسی بارہ میں زمین کی طمع کیلئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی اور اُسمیں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتایا کہ میں مہدی کے آنیکی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ میں اہل حدیث کا سرگروہ ہوں جنکا میرا اور اُنکا ایک عقیدہ ہے اور اُدہر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ اُنکو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ اور بار بار اُنکو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارہ میں عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اُس مہدی کا قایل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بنا پر اُس نے میری تکفیر کیلئے استفتاء طیار کرکے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہوگئی۔ تب میں نے بلا توقف اسی تاریخ یعنے ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود کا منکر ہے اسکے حق میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اُسکے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اسکی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے۔ اور عبد الحق غزنوی نے اپنی فتویٰ میں اسکو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنی فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اسقدر زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور رشتہ برخواست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہور نے بڑی سند و مدسی حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی۔ اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شدومد سے فتوے لکھے ہیں اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا۔ اور اسطرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں شایع کی تھی۔

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور اُنکی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اُس جلسہ میں بلادیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آجتک تم ہم سب پر یہہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے ہو کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اُس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا۔ اور اب تمہاری نسبت یہہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم اُن تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ **موضوع** لکھکر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شایع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ [illegible] (باقی آئندہ)

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے - خالص میرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ یعنی ناند کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سانگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مساۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا ہی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - میرے ایک دوکاندار مسمی دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش قیمت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان مجھ غریب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر [illegible] سنگھ اسپشل اسسٹنٹ کرٹ گڈھ - ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان -

۶ مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریباً بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا